اگلا دن اتوار تھا اور فارغ تھا۔ کانفرنس پیر کو شروع ہونا تھی۔ پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ مشہور زمانہ مصری عجائب گھر (Egyptian Museum) قریب ہی ہے۔ یہ سنہری موقع تھا کہ اسے تفصیل سے دیکھا جائے۔ ہوٹل والوں نے بتایا کہ صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک وقت ہے۔

اتوار کی صبح ۹ بجے ہوٹل سے نکلا۔ ہوٹل والوں سے راستہ معلوم کیا اور چل پڑا۔ ابھی ایک فرلانگ ہی چلا تھا کہ ایک صاحب نے میرا راستہ روکا۔ درمیانہ قد۔ تقریباً پچاس سال عمر۔ قدرے سانولا رنگ۔ سر گنجا۔ ہلکے براؤن رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس۔

انہوں نے چھوٹتے ہی سوال کیا 'کیا آپ ہندوستان سے ہیں؟'

میں نے جب بتایا کہ پاکستانی ہوں تو فوراً پینترا بدلا اور کہنے لگے:

'الحمدوللہ۔ پاکستانی بھائی۔'

پھر مجھ سے پوچھا کہ کہاں جا رہا ہوں۔ میں نے بتایا تو کہنے لگے :

'میوزیم تو دس بجے کھلتا ہے۔ ابھی آدھا گھنٹہ ہے۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ سامنے میرا کلینک ہے۔ مجھ پر بڑا احسان ہوگا اگر آپ میرے ساتھ ایک کپ چائے پییں۔'

اس شخص کی دعوت میں بظاہر اتنا خلوص تھا کہ انکار ممکن نہیں تھا۔ یہ بھی سوچنے کا موقع نہ ملا کہ ہوٹل والوں نے تو میوزیم نو بجے کھلنے کا بتایا تھا۔

اس دوکان میں داخل ہوا تو پیپرس (Papyrus) پر لکھی ہوئی قرانی آیات اور فرعونی دور کی نمائندگی کرتی تصاویر نظر آئیں۔ پیپرس ایک درخت ہے جس کی چھال کو ہزاروں سال سے لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ درخت زیادہ تر مصر میں ہی پایا جاتا ہے۔

دوسری طرف عطریات سے بھری الماریاں تھیں۔

ایک کونے میں ایک فربہ لڑکی جس کی عمر ۳۰ سال کے قریب ہوگی، سر ڈھانپے ہوئے بیٹھی

تھی۔

میرے بیٹھتے ہی اس شخص نے میرے سامنے ایک چھوٹی سی عطر کی شیشی رکھ دی اور کہنے لگا:

'یہ میری طرف سے آپ کی بیوی کے لئے تحفہ ہے۔ انکار نہ کریں۔'

پھر تفصیل سے تمام عطریات کے متعلق بتانے لگا۔ کسی کو ماتھے پر لگانے سے سر درد چٹکی بجاتے غائب ہو جاتا تھا تو کسی کے لگانے سے فوری نیند آ جاتی تھی۔

مجھے کچھ احساس ہو رہا تھا کہ میں غلط جگہ آ گیا ہوں اور ویسے بھی مجھے عطریات میں زیادہ دلچسپی نہیں۔ میں نے اسے ٹال دیا۔

ہاں البتہ پیپرس پر بنی ہوئی تصاویر اور لکھی ہوئی قرانی آیات نے میری توجہ اپنی طرف ضرور کھینچی۔ اس شخص نے موقع تاڑا اور قرانی آیات والا ایک کاغذ لپیٹ کر میرے سامنے رکھ دیا اور اسے بھی میری بیوی کے لئے تحفہ قرار دیا۔

اسی وقت وہ لڑکی بھی آئی اور میرے سامنے چائے کا کپ رکھ کر چلی گئی۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ اس کی بہن تھی اور اگلے دن اس کی شادی تھی۔ میں نے سوچا کہ یہ تفصیل مجھے بتانے کی کیا ضرورت تھی۔

میں نے یہ بھی سوچا کہ واپس جاتے ہوئے کچھ تحائف تو لے کر جانا ہی ہے۔ پیپرس پر بنی تصاویر اور لکھی قرانی آیات بہترین اور منفرد تحفہ ہوگا اور سامان میں جگہ کا مسئلہ بھی نہیں ہوگا۔

میں نے اس سے قیمت پوچھی تو کہنے لگا :

'ویسے تو ایک کی قیمت ۱۵ مصری پاؤنڈ ہے مگر تم پاکستانی بھائی ہو تمہارے لئے ۱۰ مصری پاؤنڈ (۱۰۰ پاکستانی روپے)۔'

میں نے چھ سات کا انتخاب کیا۔ جب قیمت دینے لگا تو اس نے درخواست کی کہ رقم

ڈالروں میں دوں۔

میں نے اسے الوداع کہا۔ ہوٹل قریب ہی تھا۔ سوچا کہ یہ سامان کہاں اٹھاتا پھروں گا۔ کمرے میں رکھتا جاؤں۔

استقبالیہ پر جو صاحب تھے انہوں نے استفسار کیا۔ میری کہانی سننے کے بعد کہنے لگے :

’صاحب، آپ کے ساتھ ہاتھ ہو گیا۔ آپ شہر چلے جاتے تو یہ تصویر آپ کو دو یا تین مصری پاؤنڈ میں مل جاتی۔‘

اب کیا ہو سکتا تھا۔ سجاد مرزا صاحب کی تنبیہ کے جواب میں میں نے جو گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے کا دعویٰ کیا تھا دھرے کا دھرا رہ گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر بھی بچت ہو گئی۔ اگر عطریات کے چکر میں پھنس جاتا تو نقصان زیادہ ہونا تھا۔